حضرت عمر بن عبدالعزیز کی مذہبی رواداری

حیدرشاہ *

Abstract:

During the Caliphate period of Hazrat Umer Bin Abdul Aziz, a lot of welfare work was done in the Muslim empire. Both, Muslims and Non-Muslims were benefitted. During his reign the lives and properties of the Non-Muslims were safe. The civil rights which were suspended during the caliphate period of Hazrat Muavia were restored by him. He made no difference between its Muslim and Non-Muslims in conducting the affairs of law even the members of Royal Family were not given preority over others. He stopped every type of cruelty and tyranny. He did not acquire any profit and even grane for him. He purchased a piece of land from Non-Muslims. That was the reason, at the time of his death, they mourned a lot and said that justice had departed from the world because its guardian had gone for good.

مذاہب عالم میں دین اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ساری انسانیت کو دعوت الی اللہ دینے اور اپنے آغوش میں لینے کے عزم کے باوجود مذہب وعقیدہ کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر واکراہ کا روادار نہیں۔[1] نیز غیر مسلم اقوام میں سے محاربین (جارح قوتوں) کے خلاف جہاد وقتال کی مشروعیت کے ساتھ ساتھ غیر مسلم معاہدین واہل الذمہ (یعنی غیر مسلم رعایا) کے تمام انسانی حقوق کی پاسداری کی تاکید کرتا ہے۔ حتٰی کہ انہیں مسلمانوں کے مساوی قرار دیتا ہے۔"[2] تاریخ عالم میں مسلم حکمرانوں کی مذہبی رواداری اور اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ حسن سلوک ان کا امتیازی وصف رہا ہے۔ خلفائے راشدین کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (دور خلافت ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ) اپنے زہد وتقویٰ اور شریعت اسلامی کی پابندی میں ان ہی کے مثیل شمار کیے جاتے ہیں۔ اموی دور حکومت میں ان کے مختصر سے دور حکومت (تقریباً دو سال) نے خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی تھی۔ انہوں نے اپنی خلافت کا

* اسسٹنٹ پروفیسر، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ۔

مقصد خلق خدا کی بہتری وراحت رسانی قرار دیا تھا۔

فلاح و بہبود

وہ مسلمانوں کے علاوہ اپنی غیر مسلم رعایا کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔اور اپنے عمال کو اس بارے میں احکامات دیتے رہتے تھے۔مثلاً ایک عامل عدی بن ارطاۃ کو لکھا:

"فانظرالیٰ اهل الذمة فارفق بهم ، واذاکبررجل لیس لهٗ مال فانفق علیه ،

فان کان حمیم فمُر حمیمهٗ یُنفق علیه ، قاصهٗ من جراحهٗ --------الی آخر۔" ۳؎

''ذمیوں کا خیال رکھوان کے ساتھ نرمی برتو، جو بوڑھا اور نادار ہوجائے تو اس پر مال خرچ کرو۔ اگر اس کا کوئی عزیز (صاحب حیثیت) ہو تو اسے اس کی کفالت کا حکم دو (ورنہ بیت المال سے اس کی کفالت کا انتظام کرو) اس کے زخم کا قصاص لو (یعنی جان کا تحفظ دو) جس طرح تمہارا کوئی غلام بوڑھا ہوجائے تو اسے یا تو آزاد کرتے ہو یا مرتے دم تک اس کی کفالت کرتے ہو''۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کو عامۃ الناس کی بھلائی مقصود تھی۔ان کے مفاد میں آپ نے بہت سے فلاحی کام کیئے۔جن سے مسلم و ذمی سب استفادہ کرتے تھے۔مثلاً آپ نے مملکت کی اکثر چراگاہیں سب عوام کے لیئے کھول دی تھیں۔

اسماعیل بن حکم سے مروی ہے۔ ''انه لما استخلف اباح الاحماء کلها اِلا النقیح "۔ ۴؎

عام مسافروں کی سہولت کی خاطر آپ نے شاہراؤں پر سرائیں بنوائیں۔یحٰی بن واضح سے منقول ہے۔کہ عمر بن عبدالعزیز نے اسے خراساں کے راستے پر سرائیں بنانے کا حکم دیا۔

" کتب عمربن عبد العزیز ان تعمل الخانات بطریق خراسان "۔ ۵؎

آپ کے دور میں بیت المال خالصتاً عوام کی امانت سمجھا جاتا تھا۔جو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم رعایا پر بھی خرچ کیا جاتا تھا۔آپ نے کوفہ کے گورنر زید بن عبدالرحمٰن کو اس بارے میں تحریر فرمایا۔''تم نے لکھا ہے کہ لشکر کے وظائف ادا کرنے کے بعد بھی تمہارے پاس بہت سا مال جمع ہے۔ایسا کرو کے جس شخص کے ذمہ قرض ہو۔بشرطیکہ وہ اس کی غلط کاری کا نتیجہ نہ ہو تو اس کا قرض ادا کردو، جو شخص (مہر کی ادائیگی پر) قادر نہیں اس کی شادی (بیت المال سے مہر ادا کر کے) کردو۔''ذمیوں کو مضبوط کرو (یعنی ان پر مال خرچ کر کے ان کی حالت سنوارو) وہ ہمیں ایک دو سال کے لئے مطلوب نہیں (بلکہ ان کا ہمارا ہمیشہ کا ساتھ ہے)''۶؎

ابن ابی سبرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک عیسائی بطریق کو ایک ہزار دینار دیئے۔

"اِنه اعطیٰ بطریقا الف دینارا استالفه علی الاسلام "۔ ے

آپ نے بصرہ کے عامل عدی بن ارطاۃ فزاری کوتحریرفرمایا: میں نے عمر بن عبداللہ کولکھا تھا کہ تم عمان میں اناج اور کھجور کے جوعشور (تجارتی ٹیکس) وصول کرو۔ وہاں کے (عام) فقرأ اور بادیہ نشینوں پر جوتمہارے پاس آئیں تقسیم کردو'' ۔ ۸ یعنی ضرورت مندوں کی امداد میں زیادہ تحقیق وجستجو کی ضرورت نہیں بلکہ جوشخص بھی ضرورت کا اظہار کرے اس کی مدد کا حکم فرمایا۔ آپ نے فقرأومساکین اور مسافروں کے لئے عمومی لنگر بھی کھلوائے تھے۔ وہب بن الورد سے منقول ہے۔

"بلغنا ان عمربن عبدالعزیز اتخذدار الطعام للمساکین والفقرأ وابن السبیل ، قال : وتقدم الی اھلہٖ :

ایاکم ان تصیبوا من ھذہ الدار شیاء من طعامھافانما ھو للفقرأ والمساکین وابن السبیل "۔ ۹

''دارلطعام کے کارندوں کوہدایت تھی کہ وہ خود وہاں سے کچھ نہ لیں۔

یہ صرف فقرأ ومساکین اور مسافروں کے لیے ہے''۔

بعض علاقوں میں غریب لوگوں کے لئے وظائف بھی مقرر تھے۔آپؒ نے بصرہ کے تمام حاجت مندوں کے لیے تین تین درہم مقرر کیئے تھے۔اور جولوگ اپاہج ومعذور تھے۔ان کے لئے پچاس پچاس درہم تھے۔

"وقسم فی فقرأ اھل البصرہ کل انسان ثلاثۃدراھم فاعطیٰ

الز منی خمسین خمسین واراہ رزق الفطم " ۔ ۱۰

آپؒ اپنی رعایا میں آزادلوگوں کےعلاوہ قیدیوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ان میں مسلم وغیر مسلم سب کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرماتے تھے۔موسیٰ بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے حکام کولکھا: قیدیوں کے بارے میں غور کیا جائے ،خطرناک لوگوں سے ضمانت لی جائے ، اور آپؒ نے قیدیوں کے لئے گرمی وسردی کی خوراک کے متعلق بھی تحریرفرمایا۔

" کتب عمربن عبدالعزیز ان ینظر فی امرالسجون ویستو ثق من

اھل الذعارات وکتب لھم برزق الصیف والشتآ ء " ۱۱

موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے پاس ان قیدیوں کو ہر ماہ کی خوراک فراہم کی جاتی تھی ۔نیز انہیں ایک جوڑا (کپڑوں کا) سردی میں دیا جاتا تھا اور ایک گرمی میں ۔ آپ جنگی قیدیوں کے (جوظاہر ہے کہ غیر مسلم ہی ہوتے تھے)قتل کوناپسند فرماتے تھے۔یہ قیدی غلام بنائے جاتے یا پھرآزاد کردیئے جاتے تھے۔

ربیعہ بن عثمان سے منقول ہے۔

" سمعت عمربن عبدالعزیز وھو خلیفة یکرہ قتل الا سٰریٰ ، یُسترقون اویعتقون "۔۱۲

یہ قیدی جب تک جیل میں ہوتے ان کی خوراک و دیگر ضرورتوں کا خاص خیال رکھا جا تا تھا۔معمر سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے تحریر فرمایا۔

"امابعد فاستوص بمن فی سجونك وارضك خیراحتی لاتصیبھم

ضیعة، واقم مایصلحھم من الطعام والادام" ۔۱۳

''جولوگ تمہاری قید میں اور تمہارے ملک میں ہیں ان کے متعلق نیکی کی وصیت قبول کروتا کہ انہیں (بے توجہی سے) ضائع (وہلاک) نہ کردواوران کے لیے مناسب خوراک وغیرہ کاانتظام کرو''۔

اپنی رعایا میں سے کوئی مسلم یا غیر مسلم شخص کسی دشمن کے ہاتھ قید ہوجا تا تو اس کی رہائی کے لئے آپؒ کوشش فرماتے تھے۔اورقومی خزانے سے ان کا فدیہ دے کرانہیں آزادکرواتے تھے۔ربیعہ بن عطا بتاتے ہیں۔

"کتب عمر بن عبد العزیز معی و بعث بمال الیٰ ساحل

عدن ان افتدی الرجل والمرأة والعبد والذمی "۔۱۴

عمر بن عبدالعزیز نے میرے ساتھ اپنا فرمان اور مال ساحل عدن کو بھیجا تا کہ میں (وہاں پر دشمن کے ہاتھوں قید مسلم) مردوعورت اورغلام وذمی کا فدیہ ادا کر کے انہیں آزاد کراؤں۔

ذمی ومعاہدین کی دادرسی

آپ کے دور خلافت میں غیر مسلم رعایا کے جان و مال کو مکمل تحفظ حاصل تھا۔کوئی ان پر دست درازی کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ بلکہ آپ نے ان کے ضبط شدہ حقوق بھی واپس دلائے۔ایک مرتبہ ربیعہ شعوذی نامی ایک اہلکار نے سرکاری کام کے لئے ایک نبطی (شامی باشندے) کا گھوڑا بیگار میں پکڑا۔آپ کو معلوم ہوا تو اس سے باز پرس کی اور سزا میں اسے چالیس کوڑے لگوائے۔ربیعہ بتاتے ہیں کہ ان کی باز پرس پر میں نے بتایا کہ میں ایک نبطی کی بیگار کی سواری پر آیا ہوں۔

" قلتُ علی السخرة دواب النبط ، قال : تسخرون فی

سلطانی ؟ قال : فأمربی فضربتُ اربعین سو طاً "۔ ۱۵

''آپ نے فرمایا: میرے دورِ حکومت میں بھی تو بیگار لیتا ہے۔ پھر مجھے چالیس کوڑے لگائے گئے''۔

آپ لشکروں کو بھیجتے وقت یہ تاکید فرماتے تھے : جن بستیوں سے ہماری صلح ہے۔ ان سے اپنا پڑاؤ الگ رکھیں۔ ایسی بستیوں میں ان کے رفقا میں سے کوئی داخل نہ ہو۔ البتہ جن لوگوں کے دین وامانت پر وثوق ہو وہ ضروریات زندگی کی خرید کے لئے بازار بھیجے جائیں۔ اور وہ وہاں کسی ظلم کا ارتکاب نہ کریں۔ کسی گناہ کا توشہ نہ باندھیں اور وہاں کے کسی شخص کو ایذا نہ پہنچائیں''۔ ۱۶ آپ کی طرف سے حکام کو تاکیدی احکامات تھے کہ وہ اپنے دربان، پولیس اور ماتحت اہلکاروں پر کڑی نظر رکھیں۔ تاکہ وہ کسی قسم کا ظلم یا دھاندلی نہ کرنے پائیں۔ انہیں حکم تھا کہ ان ماتحت اہلکاروں کے بارے میں عام لوگوں سے تحقیق کرتے رہیں۔ ان میں جو نیک سیرت ہو تو یہ اس کے لیے بھی بھلا ہے۔ اور جو شخص بدخصلت معلوم ہو۔ اسے تبدیل کر کے کسی اچھے شخص کو رکھیں''۔ ۱۷ ایک اور موقع پر آپ نے حکام کو تاکید فرمائی : اپنی چاہت یا غصہ کے وقت ضبطِ نفس سے کام لو تاکہ حتی الامکان وہ معاملہ بہتری اور خوش اسلوبی سے طے ہو جائے۔ اور جب تم سے کوئی فیصلہ جلدی میں ہو جائے یا کسی معاملے میں اپنی چاہت یا غصہ کا دخل ہو تو اس فیصلے سے رجوع کر لیا کرو (کسی پر ظلم نہ ہونے پائے)۔ ۱۸ آپ نے ایک موقع پر اپنے ایک والی عبدالحمید کو تحریر فرمایا۔

"فمابقاء الانسان بعد وسوسة شیطان وجور سلطان ۔

فاذا اتاك كتابی هذا فاعط كل ذی حق حقهٗ والسلام "۔ ۱۹

''وسوسہ شیطانی اور حکمران کے ظلم وجور کے بعد انسان کو بقا نہیں

ہو سکتی۔ اس لیے میرا خط ملتے ہی ہر حقدار کا حق ادا کر دو''۔

آپؒ نے اپنے عہدِ خلافت سے پہلے کی شکایات کا بھی ازالہ کیا۔ جن لوگوں کے حقوق غصب کیے گئے تھے۔ انہیں واپس دلائے۔ اس میں مسلم وغیر مسلم کی کوئی تفریق نہ تھی۔ بنوامیہ نے بہت سی املاک پر ناجائز قبضہ کر رکھا تھا۔ آپ نے وہ اصل حقداروں کو واپس دلائیں۔ آپ کی طرف سے عام اعلان تھا کہ جس کا حق کسی نے دبا رکھا ہو تو وہ مطالبہ پیش کرے۔ ایک غیر مسلم شہری نے اموی شہزادے عباس بن ولید کے خلاف دعوی کیا کہ اس نے میری زمین غصب کر لی ہے۔ شہزادہ عباس خلیفہ کے پاس بیٹھا تھا۔ خلیفہ نے اس سے جواب طلب کیا۔ عباس نے کہا : امیر المومنین ولید نے مجھے اس کے متعلق فرمان لکھ دیا تھا۔ حضرت عمرؒ نے فرمایا : اللہ کا فرمان ولید کے فرمان سے زیادہ ماننے کے قابل ہے۔ اور حکم دیا کہ زمین اسے واپس کر دی جائے۔ ۲۰ اہلِ سمرقند نے آپ سے قتیبہ بن مسلم

کے مظالم کی شکایت کی آپ نے وہاں کے عامل سلیمان بن ابی اسریٰ کو لکھا :

" ان اهل سمرقند قدشکوا اِلی ظلما اصابهم و تحا ملامن قتیبة علیهم حتی اخرجهم

من ارضهم ، فاذا اتاك کتابی فاجلس لهم القا ضی فلینظر فی امرهم ---الی آخر "۔ ۲۱

''اہل سمرقند نے مجھ سے ان مظالم کی شکایت کی ہے جو قتیبہ نے ان پر ڈھائے تھے یہاں تک کہ انہیں ان کے علاقے سے بھی نکال دیا تھا۔ جب تمہیں میرا خط ملے تو ان کے فیصلے کیلئے ایک قاضی مقرر کردو تاکہ وہ ان کی شکایات سنے، اگر وہ حق پر ہوں تو تم انہیں ان کی فوجی قیام گاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تاکہ وہی حالت پیدا ہو جائے جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قتیبہ کی فتح سے پہلے تھی۔ جب اہل سمرقند کو اپنے حق میں فیصلہ ہونے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو کر اپنی اسی حالت پر رضامندی کا اظہار کر دیا''۔

اسحاق بن عبداللہ سے مروی ہے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز حضرت معاویہؓ کے وقت سے اپنے دور خلافت تک کے (غصب شدہ) حقوق واپس دلاتے رہے۔ آپؒ نے معاویہؓ اور یزید بن معاویہؓ کے ورثہ کے قبضے سے (غصب شدہ) حقوق نکالے۔

مازال عمربن عبدالعزیز یرد المظالم من لدن معاویةؓ اِلیٰ ان

استخلف ، اخرج من ایدی ورثة معاویةؓ ویزیدبن معاویه حقوقاً "۔۲۲

سلیمان بن موسیٰ کہتے ہیں۔**مازال عمربن عبد ا لعزیز یرد المظالم منذیوم استخلف اِلیٰ یوم مات "۔۲۳**

عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بننے سے وفات پانے تک (لوگوں کے غصب شدہ) حقوق واپس کرتے رہے۔

ابوبکر بن محمد کہتے ہیں :

"کتب اِلیّ عمربن عبدالعزیز ان ستبری الدواوین ، فانظر الی

کل جور جاره من قبلی من حق مسلم اومعاهد فرده الیه "۔ ۲۴

''عمر بن عبدالعزیز نے مجھے لکھا کہ دفاتر کو حقوق کے بارے آزاد کرو۔ مجھ سے پہلے کسی مسلم یا معاہد (غیر مسلم شہری) پر ظلم ہوا ہوا سے دیکھو اور اسے اس کا حق لوٹا دو''۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں :

" کتب الینا عمر بن عبدالعزیز بالعراق فی ردالمظالم اِلی اهلهافرددناها حتی انفدنا مافی

بیت مال العراق ۔ وحتی حمل الینا عمر المال من الشام "۔ ۲۵

عمر بن عبدلعزیز نے ہمیں عراق کے اہل حقوق کے حقوق انہیں لوٹانے کو لکھا تو ہم نے انہیں واپس کردیئے۔عراق کے بیت المال کا سب کچھ ختم ہوگیا تو آپؒ نے ہمیں شام سے رقم بھجوائی (تاکہ سب کے حقوق واپس کیے جائیں)۔

ابن الزناد کہتے ہیں: **"کان عمر یرد المظام الی اهلها بغیر البینة القاطعة ، کان یکتفی بایسر ذالك "۔۲۶**

''حضرت عمرؒ قطعی شہادت کے بغیر بھی لوگوں کے حقوق انہیں واپس دلاتے تھے وہ اس معاملے میں کم از کم ثبوت پر اکتفا کرتے تھے''۔وہ جب کسی کے حق کی صورت معلوم کر لیتے تو اسے بلا تکلف لوٹا دیتے تھے۔قطعی ثبوت پیش کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔کیونکہ آپ اسے بھی ایک طرح کا ظلم جانتے تھے۔ایک شخص نے عرض کیا،امیر المومنین مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔پوچھا: قصہ کیا ہے؟ کس نے کیا؟ راوی کہتا ہے: آپ اس سے بار بار پوچھتے رہے۔مگر اس کے منہ سے اس شخص کا نام نہیں نکلتا تھا۔کیونکہ وہ (مدعا علیہ) آپ کا کوئی عزیز تھا۔بالآخر اس شخص نے بتایا کہ فلاں آدمی نے میرا مال لے لیا ہے۔آپؒ نے اپنے گورنر کو لکھا: فلاں شخص نے میرے پاس شکایت کی ہے۔اگر یہ صحیح ہے تو مجھے اطلاع دینے سے پہلے اس کا مال اسے واپس مل جانا چاہیئے''۔۲۷ آپ کے ایک عامل نے ذمیوں کے کھلیانوں کی حد بندی کی تو اس کو لکھا کہ: ایسا نہ کرو، یہ حجاج (بن یوسف) کا طریقہ ہے۔اور میں اس کو پسند نہیں کرتا''۔۲۸ آپؒ کے اپنے عامل کو لکڑی کی ضرورت پڑی جو کسی ذمی کے یہاں تھی۔اس نے آپؒ سے مشورہ کیا۔ آپ نے لکھا کہ: پوری قیمت سے لے لو''۔۲۹ آپؒ نے اپنے عمال میں سے ایک عامل کو اسکی بے اعتدالیوں پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''**قد کثر شاکوك وقل شاکروك ، فاماعدلت واما اعتزلتَ**"۔۳۰

'' تمہارے خلاف شکایتیں زیادہ ہوگئی ہیں اور تمہارے شکر گزار کم ہوگئے ہیں۔یا تو عدل سے کام لو ورنہ برطرف کردیئے جاؤ گے۔''

عدل وانصاف کا قیام

فلپ کے حتی نے عمر بن عبدلعزیز کے دورِ خلافت میں نظام عدل پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

According to his decree if a Moslem Killed a christian his penalty was only a fine and no christian's testimony against Moslem in Courts could be accepted .31

''حتی نے عمر بن عبدالعزیز پر الزام کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا ہے۔ جبکہ تاریخی شواہد اس کے بالکل برعکس تصویر پیش کرتے ہیں۔ یعنی آپؒ مقدمات میں مسلم وغیر مسلم رعایا کے مابین کوئی تخصیص روا نہیں رکھتے تھے۔ سب کے ساتھ مساوی برتاؤ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہیں کی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے ایک عیسائی شخص پر مقدمہ دائر کیا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے مقدمہ کی سماعت کے وقت دونوں کو برابر کھڑا کیا۔ ہشام کو ناگوار گزرا۔ اس نے غصہ میں آ کر اس عیسائی کے ساتھ سخت کلامی کی۔ جس پر خلیفہ نے اسے ڈانٹا اور سزا کی دھمکی دی''۔ ۳۲؎ آپؒ اپنے اہلکاروں کو قیام عدل کے بارے میں خصوصی ہدایات دیا کرتے تھے۔ اپنے ایک اہلکار ابوبکر بن محمد سے فرمایا۔

''اياك والجلوس فى البيت ، اخرج للناس فآ س بينهم فى المجلس والمنظر ولا يكن احدمن الناس اثر عندك من احد----الیٰ آخر''۔ ۳۳؎

''تم اپنے گھر میں اجلاس کرنے سے بچنا، لوگوں کے سامنے مجلس عام میں فیصلے کرنا۔ تمہارے نزدیک ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ ہو۔ ہرگز نہ کہنا کہ لوگ امیر المؤمنین کے اعزہ ہیں۔ کیونکہ آج میرے نزدیک امیر المومنین کے اعزہ اور دوسرے لوگ برابر ہیں۔'' آپؒ نے اپنے اس حکم کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ ایک مرتبہ آپؒ کے برادر نسبتی اور چچیرے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کسی مقدمہ میں فریق کی حیثیت سے پیش ہوئے۔ اور سرکاری فرش پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اسے روک دیا کہ اپنے فریق کی موجودگی میں تم فرش پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یا تو عام لوگوں کے برابر بیٹھو یا کسی دوسرے شخص کو اپنا وکیل بنا دو''۔ ۳۴؎ آپؒ عرب وغیر عرب اور شریف ورزیل کی تفریق کے قائل ہی نہ تھے۔ سب کے ساتھ مساوات کا حکم دیتے تھے۔ ابوبکر بن ابی مریم بتاتے ہیں۔

"ان عمر بن عبد العزيز جعل العرب والموالى فى الرزق والسكوة والمعونة والعطآء سواء -----الى آخر"۔ ۳۵؎

''عمر بن عبدالعزیز نے عرب اور موالی (غیر عرب مفتوحین) کو وظیفہ۔ اعانت اور عطا میں برابر کر دیا تھا''۔

آپؒ کے پاس ایک غیر مسلم شہری نے کسی مسلمان کے مقابلے میں حق شفعہ کا مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے تحقیق کے بعد اسی کے حق میں فیصلہ دیا۔ قیس بن خالد الحذاء بتاتے ہیں کہ

"انه قضٰى بذمى بشفعته" ۔ ۳۶؎ ''آپ نے ذمی کے حق میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا''۔

آپ کے دور خلافت میں حیرہ کے ایک مسلمان نے کسی ذمی کو قتل کر دیا۔ جس سے آپ نے قصاص لیا۔ معمر بن عمرو

بن میمون بن مھران بتاتے ہیں کہ

”شهدت كتاب عمر بن عبدالعزيز قدم الىٰ اميرا لحيره ، اوقال ۔اميرالجزيره

فى رجل مسلم قتل رجلامن اهل الذمه ، ان ادفعه اِلىٰ وليه ، فان شآء

قتلهٗ وان شآء عفاعنه ، قال : فدفعه اليه ، فضرب عنقهٗ وانااَنظر “۔۳۷؎

”عمر بن عبدالعزیز نے حیرہ/جزیرہ کے امیر کولکھا کہ ذمی کے مسلم قاتل کومقتول کے ولی کے حوالے کرے تا کہ چاہےتووہ اسے قتل کردے یاچاہے تو معاف کردے۔امیر نے قاتل کواسکے حوالے کیااوراس نے اس کی میرے سامنے گردن ماردی“۔

آپ نے تمام امراءکو یہ فرمان جاری کیا تھا: اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس نے ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔جس کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہےتو اسے اپنے نفسانی غیض وغضب کی بناپرسزا نہ دو۔بلکہ خوب غور وفکر کے بعد دیکھو کہ اس جرم پر بتقاضائے انصاف کتنی سزاملنی چاہیے۔بس جتنا گناہ اتنی سزا۔گناہ اگرایک کوڑے کی سزا کا مقتضی ہے تو ایک ہی کوڑا لگاؤ۔اگر گناہ اس سے بڑا ہےاورتمہارے خیال میں قتل یااس سے کچھ کم سزا کا مستحق ہےتو اسے جیل بھیج دو (تا کہ اس کی سزاپرمزید غور کرسکو)“۔۳۸؎

آپؒ نےظلم وستم کےتمام راستے بند کردیئے تھے۔اموی دورحکومت میں لوگوں کوذرا ذراسی بات پرسزادینے کاعام دستورتھا۔آپ نے حکام کواس روش سے بالکل روک دیا۔موصل میں چوری اورنقب زنی کی وارداتیں کثرت سے ہوتی تھیں۔یہاں کے والی یحیٰ نے آپ کولکھا: جب تک لوگوں کوشبہ میں نہ پکڑا جائے گااورسزانہ دی جائے گی۔اس وقت تک یہ وارداتیں بندنہیں ہوسکتیں۔آپ نے جواب میں تحریرفرمایا: تم صرف شرعی ثبوت پرمواخذہ کیا کرو۔اگرحق ان کی اصلاح نہیں کرسکتا تو خدا ان کی اصلاح نہ کرے۔یحیٰ کہتے ہیں۔

”ففعلت ذالك فماخرجت من الموصل حتى كانت

من اصلح البلاد واقلها سرقة ونقبا “۔۳۹؎

”میں نے ان کی ہدایات پرعمل کیا۔اور جب میں نے موصل چھوڑاتو وہ اس وقت تک سب سےزیادہ نیک شہربن چکا تھا۔جہاں چوری اورڈاکہ زنی سب سے کم تھی“۔

آپ کےعمال میں سےکسی نےلکھا کہ اس کا شہرخراب ہوچکا ہے۔اورمرمت کامحتاج ہے۔آپ نے اسے تحریر فرمایا۔

"اذاقرأت کتابی هذا فحصنها بالعدل

ونق طرقهامن الظلم فانه مرمتها"۔۴۰

''اسے عدل سے مستحکم کرواوراس کے راستوں کوظلم سے پاک کرو۔یہی اس کی مرمت ہے''۔

صوبہ خراسان کے لوگ شورش پسند واقع ہوئے تھے۔وہاں کے حکام انہیں طاقت سے دبا کر رکھتے تھے۔وہاں کے والی جراح بن عبداللہ حکمی نے آپ کولکھا کہ: اہل خراسان کی روش نہایت خراب ہے۔انہیں کوڑے اورتلوار کے سوا کوئی اور چیز درست نہیں کرسکتی۔اگرامیرالمومنین مناسب سمجھیں تواس کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔

''فقد کذبت، بل یُصلحهم العدل والحق، فابسط ذالك فیهم، والسلام "۔۴۱

''تم نے غلط کہا، بلکہ انہیں حق وعدل درست کرسکتا ہے۔اسی کوان میں عام کرو''۔

آپ کے خیال میں اہل خراسان کے بگاڑ کا سبب یہ تھا کہ خود وہاں کے حکام ظلم وزیادتی کرتے تھے۔جس کی نحوست سے عوام بگڑ چکی تھی۔ان کی اصلاح کی فقط یہ صورت تھی کہ وہاں عدل وانصاف کا قیام عمل میں لایا جائے۔اور تجربہ سے ثابت بھی ہوا کہ آپ کے دور خلافت میں ساری مملکت میں شورش واضطراب ختم ہوکرامن وسکون کا ماحول قائم ہو چکا تھا۔آپ اپنے اہل کاروں پر کڑی نظر رکھتے تھےاورخودان کی اصلاح کی فکرفرماتے تھے۔

یعقوب بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

"کتب عمربن عبدالعزیز الی بعض عماله: ان قدرت ان تکون فی العدل

والاحسان والاصلاح کقدر من کان قبلك فی الجور والعدوان والظلم فافعل "۔۴۲

''عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بعض عمال کولکھا کہ:اگرتمہارے بس میں ہوتو عدل واحسان اوراصلاح میں اتنے مستعد ہوجاؤ جتنا تم سے پہلے حکام ظلم وجوراور سرکشی میں تھے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے متعلق یہ شواہدان کے بے لاگ عدل وانصاف کا ایسا بین ثبوت ہیں۔جن کی صداقت کا انکار کسی طور ممکن نہیں۔

مذہبی حقوق کی پاسداری

آپ کے دورخلافت میں غیرمسلم رعایا اپنے مذہبی امور میں بالکل آزاد تھی۔حتی کے شراب نوشی،سور کا گوشت کھانے،اپنی محرمات (بہن بیٹی وغیرہ) سے ازدواجی تعلق قائم کرنے اورشرک وبت پرستی وغیرہ

تک کی انہیں اجازت تھی۔ ان امور کے متعلق آپؒ نے اپنے وقت کے مشہور دینی عالم حضرت حسن بصری سے استفسار کیا کہ: کیا بات ہے کہ خلفائے راشدین نے ذمیوں کو محرمات کے ساتھ نکاح کرنے اور شراب وسور کے معاملے میں آزاد چھوڑ دیا تھا؟ جواب میں حضرت حسن بصری نے فرمایا۔

"انمابذلوا الجزية ليتر كوا ومايعتقدون وانما انت متبع وليس بمبتدع "۔ ۴۳

"انہوں نے جزیہ دینا اس لئے قبول کیا ہے کہ انہیں ان کے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے دی جائے۔ آپ کا کام (کتاب وسنت کی) اتباع کرنا ہے، نہ کہ کوئی نیا طریقہ ایجاد کرنا ہے"۔

امام ابو یوسفؒ نے حضرت حسن بصری کا یہ جواب نقل کیا ہے۔

"فاخبره ان رسول الله ﷺ قدقبل من مجوس اهل البحرين الجزية واقرهم على مجوسيتهم واقرهم عامل رسول الله ﷺ العلابن حضرمى ثم اقرهم ابوبكر ثم اقرهم عمر بعد ابوبكر واقرهم عثمان بعد عمر "۔۴۴

"کہ رسول اللہ ﷺ نے بحرین کے مجوس سے جزیہ قبول فرمایا۔ اور انہیں مجوسیت پر برقرار رکھا (جس میں محرمات کے ساتھ نکاح بھی شامل تھا) اور آپ ﷺ کے عامل حضرت علاء بن حضرمیؓ نے بھی انہیں اسی پر قائم رکھا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ نے انہیں اسی پر قائم رہنے دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے انہیں اسی پر برقرار رکھا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے انہیں اسی طرح برقرار رکھا"۔

یعنی جس طرح ان سب حضرات نے ذمیوں کو ان کے مذہبی معاملات میں آزاد رکھا آپ کو بھی ان کی پیروی لازم ہے۔ لہٰذا آپؒ کے دور خلافت میں شرعی احکامات کے تحت انہیں تمام مذہبی حقوق حاصل تھے۔ آپ نے ان کی مذہبی عبادت گاہوں کا بھی خیال رکھا۔ اور جن عبادت گاہوں پر قبضہ ہو چکا تھا انہیں بحال کرایا۔ آپ نے اپنے ایک اہلکار عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا۔

"لاتهدموا كنيسة ولا بيعة ولابيت نار صولحتم عليه ولا تحدثن كنيسة ولابيت نار----- الى آخر "۔۴۵

"کسی ایسے گرجے، یہودیوں کی خانقاہ اور آتش کدے کو منہدم نہ کرنا جس (کی حفاظت) کا صلح نامے میں وعدہ ہو۔ مگر انہیں (مسلم آبادی کے علاقوں میں) نئے معبد بھی نہ بنانے دینا"

عمر بن عبدالعزیز سے پہلے خلیفہ ولید بن عبدلملک نے دمشق میں جامع مسجد سے متصل ایک گرجے کو مسجد میں شامل

کر دیا تھا۔آپؒ کے دور خلافت میں عیسائیوں نے آپ سے اس کی شکایت تو آپ نے حکم دیا کہ مسجد میں جو اضافہ کیا گیا ہے۔وہ حصہ نصاریٰ کو واپس کر دیا جائے۔اس پر مسلم علماء نے نصاریٰ کو پیش کش کی تمہیں الغوط کے تمام فتح شدہ گرجے واپس کیے جاتے ہیں بشرطیکہ تم اس گرجا سے دست بردار ہو جاؤ۔نصاریٰ نے اسے قبول کیا تو تب عمر بن عبدالعزیز نے اس تصفیہ کے نفاذ کا حکم دیا''۔۴۶ دمشق میں ایک اور گرجا کافی عرصہ سے ایک مسلمان خاندان کی جاگیر میں چلا آتا تھا۔عیسائیوں نے آپؒ کے پاس دعویٰ کیا تو آپ نے انہیں واپس دلوایا'' ایک اور کنیسہ جو کسی حاکم نے بنی نصر کو جاگیر میں دیا تھا۔آپ کے پاس اس کا مقدمہ پیش کیا گیا تو آپ نے نصاریٰ کے حق میں بنی نصر کو اس کنیسہ سے بے دخل کر دیا''۔۴۷ ایک مسلمان نے ایک گرجے کی نسبت دعویٰ کیا کہ وہ اس کی جاگیر میں ہے۔آپ نے فرمایا کہ: اگر یہ عیسائیوں کے معاہدے میں داخل ہے تو تم اس کو نہیں پا سکتے''۔۴۸ عمر بن عبدالعزیز چونکہ ہر چیز کو اسکے اصل مقام پر رکھنا چاہتے تھے۔اس لئے آپ نے غیر مسلم رعایا کے تحفظ حقوق کے ساتھ ساتھ ان پر جو اسلامی احکامات لاگو ہوتے تھے۔ان کے نفاذ کو بھی ضروری سمجھا۔لہٰذا پوری قلمرو میں فرمان جاری کیا: کوئی نصرانی سر میں مانگ نکالے بغیر اور چمڑے کی زنار پہنے بغیر نہ چلے۔اسے قبا، چغہ، پنڈلی والی شلوار اور تسمہ دار جوتی پہننے کی اجازت نہ ہوگی۔اگر کسی نصرانی کے گھر اسلحہ پایا گیا تو اسے ضبط کر لیا جائے گا''۴۹ اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کو غیر قوموں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔نیز غیر مسلم اقوام یعنی ذمیوں کو بھی اس کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مخصوص رنگ ڈھنگ میں رہیں۔مسلمانوں سے مشابہت اختیار نہ کریں۔اور جہاں تک اسلحہ رکھنے کا تعلق ہے۔تو جس طرح دور حاضر میں بغیر حکومتی اجازت کے اسلحہ رکھنا ممنوع ہے۔اُس زمانے میں بھی عوام (خاص کر ذمی اقوام) کا اسلحہ جمع کرنا خطرناک ہوسکتا تھا۔اس لئے اس پر پابندی عائد کرنا قرین مصلحت تھا۔انہیں اسلحہ کی ضرورت اس لئے بھی نہ تھی کہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری خود مسلم حکومت پر تھی۔غیر مسلم شہری عسکری ذمہ داریوں سے بری الذمہ تھے لہٰذا انہیں اسلحہ رکھنے کی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی اس کی اجازت تھی۔

جزیہ وخراج میں نرمی

عمر بن عبدالعزیز نے امور مالیات میں شرع اسلامی کی روشنی میں اصلاحات فرمائیں۔غیر مسلم عوام سے جزیہ وخراج کے علاوہ ناجائز جو ٹیکس وصول کیے جاتے تھے۔وہ سب موقوف کر دیئے۔اس سلسلے میں آپ نے اپنے ایک اہلکار عدی بن ارطاۃ کو لکھا۔

"ضع عن الناس المائدہ والنوبہ والمکس، ولعمری ماھو

بالمکس ولکنهٗ البخس الذی قال اللّٰہ و لاتبخسوا الناس ---الی آخر "۔۵۰

''لوگوں سے مائدہ، نوبہ، اور مکس (تمام ٹیکس) اٹھا دو۔ میری جان کی قسم! یہ کوئی مکس نہیں بلکہ بخس (ضرر رساں) ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ لوگوں کی چیزوں میں خیانت نہ کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو'' آپ نے تمام صوبوں کے عمال کے نام حسب ذیل فرمان جاری کیا کہ: میرا یہ خط زمین والوں (ذمیوں) کو پڑھ کر سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی وساطت سے وہ تمام ظالمانہ تاوان ان سے موقوف کر دیئے ہیں۔ جو ان سے وصول کیے جاتے تھے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ نوروز اور مہر جان کے تحائف۔ سرکاری خطوط اور قاصدوں کے اخراجات، پیغام رسانوں کے انعامات، رؤسا کے نذرانے، حکام کا سفر خرچ اور ان کی ضیافت، غلہ کے نرخوں میں توازن پیدا کرنے کے لئے دراہم کی کٹوتی اور پیمانوں کے توازن کی کٹوتی جو ان سے وصول جاتی تھی۔ انہیں چاہیے کہ اس پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں''۔۵۱ خراسان میں خراج کی وصولی کے متعلق وہاں کے گورنر عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا: اور یہ سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام سرحدی علاقوں میں میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے۔ تم خراج کو پوری احتیاط سے وصول کرو اور کسی کا حق غصب کیئے بغیر اسے حفاظت سے جمع رکھو وہاں کا خراج فوجی وملکی اخراجات کے لئے کافی ہو تو اچھا ہے۔ ورنہ مجھے لکھو تاکہ میں یہاں سے مزید رقم ارسال کروں''۔۵۲ عراق کا صوبہ اموی حکومت کے خلاف سازشوں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ شیعان علی کی حکومت مخالف سرگرمیوں کے باعث حکام اہل عراق سے نالاں تھے اور مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم عوام کے ساتھ بھی معاندانہ سلوک روا رکھتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ان مسائل کا حل عدل وانصاف کے قیام میں سمجھتے تھے۔ لہٰذا آپ نے عراق کے شہر کوفہ کے حاکم عبدالحمید کو لکھا۔

''فخذ منه ماطاق واصلحه حتی یعمرولا یوخذ من العامر اِلا وظیفة الخراج فی رفق وتسکین لاهل الارض ولاتاخذن فی الخراج اِلا بوزن سبعة لیس لهاآیین ولا اجور الضرابین ولاهدیة النیروز و المهرجان ولاثمن الصرف ولا اجور الفیوج ولا اجور البیوت ولا دراهم النکاح ولا خراج علی من اسلم من اهل الارض "۔ ۵۳

''خراج صرف زیر کاشت زمین سے وصول کرنا۔ وہ بھی نرمی اور دلجوئی سے اس طرح پر کہ کاشت کار خوش رہیں۔ خراج میں پیداوار کا ساتواں حصہ وصول کرنا۔ جس کے لئے (رقم متعین کرنے کا) کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ لگان مقرر کرنے والے اور وصول کرنے والے عملے کا معاوضہ (زمینداروں سے) نہ لینا۔ اور نہ نیروز (سال کا

پہلا)اورمہرجان کا نذرانہ وصول کرنا۔نہ خطوط اور پالکی لے جانے والوں کی اجرت لینا۔نہ مکانات کا کرایہ اور نکاح پڑھانے کے دراہم لینا اور نہ نومسلموں سے جزیہ وصول کرنا''۔

عراق کی طرح یمن میں بھی خراج وجزیہ کے حصول میں بے اعتدالی برتی جاتی تھی۔اس کے متعلق عروہ بن محمد نے اطلاع دی جس کے جواب میں آپ نے اسے تحریر فرمایا۔

''آپ کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ آپ یمن گئے۔اور دیکھا کہ وہاں کے لوگوں (ذمیوں) پر جزیہ کی طرح خراج کی بھی ایک معین رقم عائد کی گئی ہے۔جو انہیں ہر حال میں ادا کرنی پڑتی ہے۔خواہ خوشحال ہوں یا تنگ حال،جئیں یا مریں۔۔۔۔جب میرا یہ خط تجھے ملے تو جس چیز کو تم باطل اور بے انصافی سمجھو،اسے چھوڑ کر حق و انصاف اختیار کرو۔حق وانصاف کے مطابق نئے سرے سے خراج کی شرح مقرر کرو۔خواہ اس کی مقدار کتنی ہی قلیل ہو اور خواہ ہماری جانوں کو قربانی دینا پڑے۔اگر تم مجھے یمن سے کَتم (گھاس) کی ایک مٹھی بھیجو گے تو اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس پر بے حد خوش ہوں گا۔بشرطیکہ حق وانصاف کے مطابق ہو''۔۵۴ مختلف علاقوں کے مخصوص حالات کے مطابق آپ نے وہاں کے حکام کو ہدایات ارسال فرمائیں۔میمون بن مہران کو لکھا :

میمون تم نے مجھے خط میں خراج جمع کرنے کی شدت کا ذکر کیا ہے۔حالانکہ میں نے تمہیں اس کے متعلق کوئی ایسی تکلیف نہیں دی۔جو تمہیں دشواری میں ڈال دے۔جو حق اور پاک ہو(خراج میں) وصول کرو۔جو تمہیں خوب واضح ہوجائے اس کے موافق فیصلہ کرو۔اگر کوئی معاملہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو وہ میرے سامنے پیش کرو''۔ ۵۵ فارس کے علاقے میں حکام خراج کی وصولی کے لئے پیداوار کا تخمینہ منڈی میں مروج نرخ کی بجائے اپنی رائے سے کرتے تھے۔جس سے زمینداروں کا نقصان ہوتا تھا۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کے متعلق وہاں کے حاکم عدی بن ارطاۃ کو لکھا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارس کے عامل پھلوں کو ان کے مالکوں کے پاس اندازہ کر کے قیمت ایسے نرخ سے لگاتے ہیں جس پر لوگ باہم خرید وفروخت نہیں کرتے۔۔۔میں نے بشر بن صفوان،عبداللہ بن عجلان اور خالد بن سالم کو بھیجا ہے تاکہ وہ اس معاملے کی تحقیق کریں۔اگر وہ اسے سچ پائیں تو لوگوں کو ان سے لیا ہوا پھل واپس کردیں۔اور اس نرخ کے مطابق لیں جس پر اہل ملک ان کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں ان میں سے کوئی بات وہ لوگ تحقیق کے بغیر نہ چھوڑیں۔لہٰذا تم انہیں (اس کام سے) نہ روکنا''۔۵۶

نجران کے نصاریٰ پر حجاج بن یوسف نے ابن الاشعث کی بغاوت میں معاونت کے الزام میں جرمانے کے طور پر اٹھارہ سو منقش حلوں (کپڑوں کا جوڑے) کا جزیہ لگا دیا تھا۔جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو ان لوگوں نے آکر

شکایت کی کہ ہم برباد ہوئے جاتے ہیں، ہماری تعداد روز بروز گھٹ رہی ہے۔عرب (اہلکار) ہم پر چھاپے مارتے ہیں۔انہوں نے ہم پر اتنا بارڈال دیا ہے جو ہماری برداشت سے زیادہ ہے۔اور حجاج نے ہم پر بہت مظالم کیے ہیں۔عمر بن عبدالعزیز نے ان کی مردم شماری کرنے کا حکم دیا۔ یہ معلوم ہونے پر کہ واقعی یہ لوگ اپنی اصلی تعداد سے دسواں حصہ رہ گئے ہیں۔فرمایا: میری رائے میں (ان کے ساتھ) صلح نفری جزیہ پر ہوئی تھی۔زمین کے حساب سے نہیں ہوئی تھی (اس لئے اب اٹھارہ سوحلوں کی بجائے ان کی موجودہ تعداد کے مطابق) ان پر آٹھ ہزار درہم قیمت کے صرف دوسو حلے مقرر کردیئے۔ایسا کرنے سے اگرچہ بیت المال کی آمدنی کم ہوگئی۔مگر ذمیوں کی ناحق بار سے گلوخلاصی ہوگئی''۔۵۷ اہل قبرص سے حضرت معاویہؓ کے زمانے میں سات ہزار دوسو دینار سالانہ پر مصالحت ہوئی تھی۔وہ اسی صلح پر قائم تھے۔عبدالملک بن مروان نے اپنے دور حکومت میں ان کے خراج (وجزیہ) میں (خلاف معاہدہ) ایک ہزار دینار کا اضافہ کردیا تھا جو عمر بن عبدالعزیز کے خلیفہ ہونے تک لیا جاتا تھا۔آپ نے اس اضافے کو ان پر سے ساقط کردیا''۔۵۸ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ان کا ایک عامل آیا۔آپ نے پوچھا کہ: تم نے کتنی زکواۃ (وجزیہ کی رقم) جمع کی ہے؟ اس نے کہا۔اتنی اتنی۔پوچھا: تم سے پہلے عامل نے کتنی جمع کی تھی؟ اس نے اپنی جمع کردہ رقم سے زائد بتائی۔عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا: وہ زائد رقم کہاں سے آتی تھی؟ اس نے کہا: امیر المومنین! جزیہ میں فارسیوں سے ایک دینار، خادم سے ایک دینار اور کھیت سے ایک دینار (کے حساب سے ٹیکس) لیے جاتے تھے۔آپ نے یہ سب ساقط کردیا۔حضرت عمر نے فرمایا:

"لا واللہ ماالقیتہٗ ولکن اللہ القاہٗ"۔۵۹

اللہ کی قسم میں نے ساقط نہیں کیا بلکہ یہ اللہ کا ساقط کردہ ہے (یعنی اس ظلم سے اللہ نے منع فرمایا ہے)

لوگوں سے جزیہ وخراج کے علاوہ پلوں اور راستوں سے گزرنے کا ٹیکس بھی لیا جاتا تھا۔جسے آپ نے موقوف کردیا۔

طبقات ابن سعد میں آیا ہے۔ "فلماقدم عمر خلی سبیل الناس من الجسوروالمعابر"۔۶۰

برابرہ کے علاقے میں ایک گاؤں جس کا نام لواتہ تھا۔ وہاں کے باشندوں سے حضرت عمرو بن العاص نے مصالحت نامہ میں یہ شرط کرلی تھی کہ عورتوں اور بچوں کو فروخت کرکے بھی انہیں جزیہ ادا کرنا پڑے گا۔ لیکن عمر بن عبدالعزیز نے عام حکم دے دیا کہ ''جس کے پاس وہاں کی عورتیں ہوں۔وہ یا تو ان کے باپوں سے نکاح کی درخواست کرے یا ان کو واپس کردے''۔۶۱ یعقوبی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں (فارسیوں سے لیے گئے) نیروز اور جشن (مہرجان) کے تحائف واپس کردیئے اور (ان سے) بیگار (لینے کو) رد کردیا۔۶۲

ذمی اقوام سے جزیہ وخراج کے علاوہ تمام ناروا محاصل وتحائف کی وصولی کا راستہ بند ہو چکا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز خود اپنی قبر کے لئے زمین کا ٹکڑا خریدنا چاہتے تھے جو ایک ذمی کی ملکیت تھا۔ اس نے آپ کو بلا معاوضہ دینا چاہا مگر آپ نے یہ پسند نہ فرمایا اور دو دینار اسے ادا کرکے وہ ٹکڑا زمین خریدا''۔۶۳؎ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ذمیوں کو اپنی زمین و جائیداد پر حق ملکیت حاصل تھا، جسے وہ فروخت بھی کر سکتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں ذمیوں سے جزیہ وخراج کی وصولی میں اس قدر نرمی برتی جاتی تھی کہ اس سے بازار کا نرخ چڑھ جاتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آپ سے ایک شخص نے اس نرخ کے چڑھ جانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا: گزشتہ خلفاء جزیہ میں ذمیوں کو سخت تکلیفیں دیتے تھے۔ وہ جزیہ کی ادائیگی کے لئے غلہ جس دام پر بکتا تھا فروخت کر دیتے تھے۔ (جس سے بازار میں غلہ کی قیمت گر جاتی اور زمینداروں کا نقصان ہوتا تھا) جبکہ میں ان پر اتنا ہی بار ڈالتا ہوں جسے وہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر شخص آزادی کے ساتھ جس طرح چاہتا ہے اپنا غلہ فروخت کرتا ہے۔ (اس وجہ سے بازار میں غلے کا نرخ بجائے گرنے کے چڑھا رہتا ہے)''۔۶۴؎

خلاصۃ البحث

ان چند شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز چونکہ شریعت اسلامی کے کامل پیروکار تھے۔ لہٰذا اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ بھی شرعی احکامات کی روشنی میں مکمل رواداری اور حسن سلوک کا اہتمام کرتے تھے۔ ذمیوں (غیر مسلم رعایا) کو تمام انسانی حقوق حاصل تھے۔ آپ اگرچہ انتظامی نوعیت کے سرکاری عہدوں پر ان کی تعیناتی کو پسند نہ فرماتے تھے۔ مگر معاشی جدوجہد میں ان پر کوئی پابندی نہ تھی۔ زراعت وتجارت وغیرہ میں وہ مکمل طور پر آزاد تھے۔ انہیں اپنی زمین و جائیداد پر حق ملکیت حاصل تھا۔ جو انکے وارثوں کو بھی منتقل ہوسکتا تھا۔ ان کی عبادت گاہیں اور ان سے ملحقہ املاک کو تحفظ حاصل تھا۔ جن کے اندر وہ اپنے جملہ مذہبی امور بجالاتے تھے۔ آپ کی خلافت سے پہلے ان کی جن املاک پر قبضہ ہو چکا تھا۔ وہ بھی آپ نے انہیں واپس دلائیں۔ انہیں تمام ناروا ٹیکسوں سے سبکدوش کر دیا۔ اور جزیہ وخراج میں بھی ضروری اصلاحات کرکے انہیں سہولت بہم پہنچائی۔ اگرچہ ذمیوں پر کچھ انتظامی نوعیت کی پابندیاں بھی لاگو تھیں۔ مثلاً وہ شراب وسور کو مسلم آبادی والے علاقوں میں نہیں لا سکتے تھے۔ اپنی مذہبی رسوم اپنی عبادت گاہوں میں بجالانے کے پابند تھے۔ اسلحہ جمع کرنے اور مسلمانوں کی سی ہیئت اپنانے کی بھی ممانعت تھی۔ ان چند پابندیوں سے قطع نظر انکی عمومی زندگی پرسکون تھی، انہیں اکثر شہری حقوق حاصل تھے، ان کے نادارو

ضعیف افراد کو بیت المال سے امداد ملتی تھی ، کہیں قید ہو جانے کی صورت میں ان کے ساتھ مسلمان قیدیوں کا سا برتاؤ ہوتا تھا، جیل میں ان کے طعام ولباس کا خیال رکھا جاتا تھا، عدالتوں میں ان کے ساتھ مکمل انصاف ہوتا تھا ، انہیں اپنی جان ومال کا مکمل تحفظ حاصل تھا، ان کی حق تلفی کرنے والا قانون کی گرفت سے نہیں بچ سکتا تھا، اگرچہ وہ شاہی خاندان کا فرد ہوتا، آپ نے ان سے بیگار اور نذرانے لینے کو بھی موقوف کردیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کے عمومی حسن سلوک اور بے لاگ عدل وانصاف کے قیام کے سبب بقول اکبرشاہ نجیب آبادی ''راہبوں نے آپ کے مرنے کی خبر سن کر اپنے صومعوں اور عبادت خانوں میں سر پیٹ لئے اور کہا کہ آج دنیا سے عدل اٹھ گیا اور عدل کا قائم کرنے والا اور عدل کی حفاظت کرنے والا دنیا کو خالی کر گیا''۔[۶۵]

ماخذ ومصادر

۱۔ لا اکراہ فی الدین ۔قدتبین الرشدمن الغی ۔ القرآن/ ۲ : ۲۵۶

۲۔ انماقبلوا عقدالذمۃ لتکون اموالھم کاموالنا ودمائھم کدمائنا۔(الحدیث) کاسانی، بدائع الصنائع، لاھوردیال سنگھ لائبریری، ۱۹۹۳ء ، ۷ : ۲۹۲

۳۔ ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت۔ دارالاحیاالتراث العربی، ۱۹۸۵ء ، ۵ : ۳۸۰

۴۔ ــــــ ایضاً ـــــــــــــــــ ۵ : ۳۴۵

۵۔ ــــــ ایضاً ـــــــــــــــــ ۵ : ۳۴۵

۶۔ عبداللہ بن عبدالحکم ، سیرت عمر بن عبدالعزیز (اردو ترجمہ یوسف لدھیانوی) کراچی، مکتبہ لدھیانوی، ۱۹۹۶ء ص :۱۲۰

۷۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ محولہ بالا ۵ : ۳۵۰

۸۔ بلاذری ،احمد بن یحیٰ، فتوح البلدان (اردو ترجمہ۔ابوالخیر مودودی)،کراچی،نفیس اکیڈمی،۱۹۷۰ء ، ص :۱۲۵

۹۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ محولہ بالا ۵ : ۳۷۸

۱۰۔ طبری۔ ابن جریر۔ تاریخ الامم والملوک، بیروت، موسسہ الاعلمی للمطبوعات، ۱۹۸۳ء، ۵ : ۳۲۲

۱۱۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ محولہ بالا ۵ : ۳۵۶

۱۲۔ ــــ ایضاً ـــــ ۵ : ۳۵۳

۱۳۔ ــــ ایضاً ـــــ ۵ : ۳۷۷

۱۴۔ ــــ ایضاً ـــــ ۵ : ۳۵۳

۱۵۔ ــــ ایضاً ـــــ ۵ : ۳۷۴

۱۶۔ عبداللہ بن عبدالحکم، سیرت عمر بن عبدالعزیز۔محولہ بالا، ص : ۷۲

۱۷۔ ــــ ایضاً ـــــ ص : ۶۸

۱۸۔ ــــ ایضاً ـــــ ص : ۷۴

۱۹۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا ۵ : ۳۶۸

۲۰۔ میرٹھی، زین العابدین۔تاریخ ملت۔کراچی۔ دارالاشاعت ، ۲۰۰۲ء ، ۱ : ۴۷۵

۲۱۔ طبری، ابن جریر ۔ تاریخ الامم والملوک ۔ محولہ بالا ۵ : ۳۲۰

۲۲۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا ۵ : ۳۴۲

۲۳۔ ---- ایضاً ----- ۵ : ۳۴۱

۲۴۔ ---- ایضاً ----- ۵ : ۳۴۲

۲۵۔ ---- ایضاً ----- ۵ : ۳۴۲

۲۶۔ ---- ایضاً ----- ۵ : ۳۴۲

۲۷۔ عبداللہ بن عبدالحکم ، سیرت عمر بن عبدالعزیز ۔ محولہ بالا، ص : ۶۴۔۶۳

۲۸۔ ندوی، عبداسلام ، سیرت عمر بن عبدالعزیز۔ کراچی ۔ دارالاشاعت ص : ۱۹۲

۲۹۔ ------- ایضاً -------- ص : ۱۹۵

۳۰۔ المسعودی، علی بن حسین، مروج الذھب، بیروت دارالاندلس، ۱۹۶۵ء، ۳ : ۱۸۶

۳۱۔ Philip K. Hitti, History of the Arabs. London. The Macmillan Press Ltd. Tenth edition . 1970, P. 234.

۳۲۔ ندوی۔ شاہ معین الدین :تاریخ اسلام ۔ اسلام آباد ۔ نیشنل بک فاونڈیشن، ۲ : ۲۱۵

۳۳۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا ۵ : ۳۴۳

۳۴۔ ندوی، عبداسلام ، سیرت عمر بن عبدالعزیز۔ ص : ۱۹۸

۳۵۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا ۵ : ۳۷۵

۳۶۔ ---- ایضاً ----- ۵ : ۳۶۶

۳۷۔ الزیلعی، عبداللہ بن یوسف، نصب الرایہ: کتاب الجنایات/ باب مایوجب القصاص، پشاور، مکتبہ حقانیہ ۵ : ۹۰

۳۸۔ عبداللہ بن عبدالحکم ۔ سیرت عمر بن عبدالعزیز ۔ محولہ بالا ص : ۶۷

۳۹۔ السیوطی، جلال الدین۔ تاریخ الخلفاء۔ کراچی۔ قدیمی کتب خانہ۔ ص : ۱۹۰

۴۰۔ -------- ایضاً ----------- ص : ۱۸۶

۴۱۔ -------- ایضاً ----------- ص : ۱۹۴

۴۲۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا۔ ۵ : ۳۸۳

۴۳۔ السرخی، شمس الدین۔ المبسوط، مصر، مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۲۴ھ، ۵ : ۳۹

۴۴۔ ابویوسف۔ امام ، کتاب الخراج ۔ پشاور۔ مکتبہ فاروقیہ ۔ ص : ۲۶۸

۴۵۔ طبری۔ ابن جریر ۔ تاریخ الامم والملوک۔ محولہ بالا ۵ : ۳۲۴

۴۶۔ بلاذری۔ فتوح البلدان۔ محولہ بالا۔ ص : ۱۹۰

۴۷۔ ---------- ایضاً ---------- ص : ۱۸۹

۴۸۔ ---------- ایضاً ---------- ص : ۱۸۸

۴۹۔ عبداللہ بن عبدالحکم ۔سیرت عمر بن عبدالعزیز ۔محولہ بالا۔ ص : ۱۷۶

۵۰۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا۔ ۵ : ۳۸۳

۵۱۔ عبداللہ بن عبدالحکم ۔سیرت عمر بن عبدالعزیز ۔محولہ بالا۔ ص : ۱۷۷

۵۲۔ طبری۔ ابن جریر ۔ تاریخ الامم والملوک۔ محولہ بالا ۵ : ۳۲۱

۵۳۔ ---------- ایضاً ---------- ۵ : ۳۲۱

۵۴۔ عبداللہ بن عبدالحکم۔سیرت عمر بن عبدالعزیز ۔ محولہ بالا، ص : ۱۱۵

۵۵۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا۔ ۵ : ۳۸۰

۵۶۔ ---------- ایضاً ---------- ۵ : ۳۹۲

۵۷۔ بلاذری۔ فتوح البلدان۔ محولہ بالا، ص : ۱۱۲

۵۸۔ ---------- ایضاً ---------- ص : ۲۲۹

۵۹۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ۔ محولہ بالا۔ ۵ : ۳۷۶

۶۰۔ ---------- ایضاً ---------- ۵ : ۳۷۸

۶۱۔ بلاذری۔ فتوح البلدان۔ محولہ بالا ص : ۳۲۵

۶۲۔ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، کراچی، نفیس اکیڈمی (اردو ترجمہ از اختر فتحپوری)، ۲ : ۴۹۸

۶۳۔ ندوی۔ شاہ معین الدین ۔ تاریخ اسلام۔ محولہ بالا ۲ : ۲۱۴

۶۴۔ ---------- ایضاً ---------- ۲ : ۲۱۴

۶۵۔ نجیب آبادی ، اکبر شاہ ، تاریخ اسلام ،کراچی دارالاشاعت ۲۰۰۳ء، ۲ : ۲۲۱